سوال

(84)ایک ضروری استفسارَ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک ضروری استفسارَ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ایک ضروری استفسارَ

بحضور علامہ مدیر اہل حدیث دام فیوضہم

السلام و علیکم !واضح ہوکہ کئی ایک طریق ہائے باطلہ نے حدیث رسول ﷺ کو محض اپنی کم علمی اور عدم فہمی کی وجہ سے موردالزام وطعن بنا رکھا ہے۔ اوریا ہر وقت کوئی ن کوئی الزام اس شریف علم کے ساتھ تھوپا جارہا ہے۔ باقی فرقہ ہا کو جانے دیجئے۔ صرف فرقہ شعیہ ہی کو لیجئے۔ اس کو حلم حدیث سے اس قدر دوری ہے۔ کہ خدا کی پناہ۔ کئی ایک رسالے واخبارات حدیث کی برائی اور ہجو میں سیارہ ہورہے ہیں۔ آج خاکساران کے ایک رسالے ''اصلاح'' کے دو اعتراض نقل کرکے آنجناب کی خدمت میں بغرض جواب بھیج رہا ہے۔ ملاحظہ ہوکہ کس قدر دیدہ دہنی سے مضمون نگار نے حدیث شریف پر بیجا حملہ کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی چوری

چنانچہ پہلی صفت چوری کرنا ہے۔ اس کی روایات آپ ﷺ کے متعلق ملاحظہ ہوں۔ سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی سے جو دونوں صحاح ستہ میں داخل ہیں۔ کتاب تلخیص الصحاح مطبوعہ لاہور جلواول ص 142 میں یہ عبارت مرقوم ہے۔

"عن ابن عباس قال نولت ہذہ الایات وما کان لنبی ان یغل فی قطیفہ حمراء فقدت یوم بدقتال بعض القوم لعل رسول الہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذہا فانزل الہ تعالی ہذہ الایات" (ابوداوَد۔ ترمذي)

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت مبارکہما کان لنبی ان یغل (یعنی یہ نبی کا کام نہیں ہے کہ کوئی چیز چرالے) کی شان نزول اس طرح مروی ہے۔ کہ بدر کی لڑائی میں غنیمت کے مال سے ایک سرخ رنگ کی رویئدار چادر کھوئی گئی۔ تو بعض صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے کہا کہ شاید رسول خدا ﷺ نے چرائی ہو۔ تب خدا نے یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ ابوداؤد۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارادہ زنا

روایت صحیح بخاری کا دوسرا حصہ یا مضمون یہ ہے کہ کوئی شخص زنا بھی کرے وجنت میں جائے گا۔ حضرات اہل سنت نے اس میں بھی جناب رسالت ماب ﷺ کو بتلا کر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اسی بخاری مطبوعہ مصر جلد 3 ص 167 کتاب الطلاق میں ہے۔

نوٹ

حدیث شریف کے صرف ترجمے پر اکتفا کی جاتی ہے۔ یعنی اوزاعی کہتے ہیں کہ می نے زہری سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کی بیویوں میں سے کسی نے جناب رسول خدا ﷺ سے خدا کی پناہ مانگی تھی۔ تو زہری نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا کہ اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا کہ جون کی بیٹی جب حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لائی گئی۔ اور حضرت ﷺ جب اس کے قریب ہوئے تو اس نے حضرت کو خطاب کرکے کہا۔ اعوذ باللہ منک (اے محمد ﷺ میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔) تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ تم نے بڑی ذات کی پناہ مانگی۔اپنے خاندان میں واپس چلی جاؤ۔

ابو اسید بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ہم لوگ جناب رسول للہ ﷺ کے ساتھ مدینے سے باہر ایک باغ کی طرف چلے جس کو شوط کہتے تھے۔ یہاں تک ہم لوگ دو باغوں کے قریب پہنچے۔ اور ان دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے۔تاکہ دونوں باغ دونوں طرف سے پردے کا کام کریں۔ اور ہم لوگوں کی کاروائی کسی آنے جانے والے پر ظاہر نہ ہو۔ وہاں پہنچنے پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ یہیں بیٹھ جاؤ۔ اور خود حضرت خود اندر داخل ہوئے۔ جہاں جونیہ لائی گئی تھی۔ اور امینہ بنت النعمان بن شراحیل کے گھر میں کھجور کی شاخوں میں ایک کمرہ میں بٹھائی گئی تھی۔ اور اس کے ساتھ اس کی دایہ حاضنہ بھی تھی۔ غرض جب آپ ﷺ اس جونیہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا مجھے اپنا نفس بخش دے۔ اس پر وہ فورا بولی۔ کیا شہزادی بھی بازاری لوگوں کو اپنا نفس بخشتی ہے۔؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ادھر بڑھایا اس بدن پر کھتے تھے۔تاکہ وہ نرم ہو جائے۔ مگر وہ بگڑ گئی اور کہا اعوذ باللہ منک۔ میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ کیونکہ اس کے سوا اس مجبوری میں اور کیا کر سکتی تھی۔ جب معاملہ ایسا پش آگیا تھا تو غالبا اس نے بلند آواز سے کہا ہوگا۔ جو باہر تک گونج گئی ہوگی (کیونکہ جب وہ راضی نہ تھی تو آہستہ کہنے کی کوئی وجہ نہ تھی) تو حضرت نے اس سے کہا کہ تم نے بڑی پناہ مانگی۔ پھر حضرت (مایوس ہوکر) اس گھر سے نکل آئے۔ اور مجھ سے کہا اے ابو اسید اس کو دو رازقیہ پہننے کو دے دو (جو کتان کا سیسہ کپڑا ہوتا ہے۔) اور اس کے گھر تک واپس پہنچا دو۔ انتہیٰ

شعیہ مضمون نگار اس حدیث کے ترجمہ سے فراغت حاصل کرکے اپنا ریمارکس لکھتا ہے۔

"""اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ عورت جونیہ سے نہ خود ائی نہ اپنے اہل و عیال کی اجازت سے طلب کی گئی۔ اور یہ معاملہ اس ورجہ مخفی کیا گیا کہ حضرت اپنے مخصوص اصحاب کے ساتھ مدینے سے باہر دو باغوں کے درمیان میں ٹھرے۔ اور کھجور کا ایک کمرہ بنایا گیا۔ اس میں وہ رکھی گئی۔ حضرت نے اس سے اپنی خواہش ظاہر کی۔ تو اس نے انکار کیا۔ اس پر حضرت نے ہاتھ بڑھا کر کوشش کرنی چاہی مگر اس نے تیور بدل دیا جس پر حضرت مجبور ہوگئے۔ جو واضح کرتا ہے۔ کہ حضرت کی نیت اس کے ساتھ کیا تھی؟ حالانکہ اسی صحیح بخاری کی پہلی حدیث یہ ہے۔ انما الاعمال بالنیات یعنی انسان کے اعمال اس کی نیت پر موقوف ہے۔ پس جب حضرت کی نیت واضح ہوگئی تو اب کیا امر باقی رہا۔ اس روایت سے ایک اور امر معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی خواہش نفسانی کے پورا کرنے میں خداوند عالم کے دوسرے احکام کی مخالفت کا بھی زرہ برابر پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ یہ عورت جونیہ کسی کتاب سے معلوم نہیں ہوتا کہ مسلمان رہی ہو۔ اس لئے کہ جو مسلمان عورت حضرت کی صحبت میں ایک منٹ بھی بیٹھ جاتی تھی۔ وہ صحابیہ کی صفت سے متصف ہوجاتی تھی۔ پس یہ عورت اگر مسلمان ہوتی تو یہ بھی صحابیہ ہوتی۔ حالانکہ علامہ بحر عسقلانی نے اصابہ فی تمیز الصحابہ میں جن اصحابی عورتوں کا نام لکھا ہے۔ اس میں اس عورت کا نام بھی نہیں لیا۔ مگر دوسری

عورتوں کے زکر میں اس کا قصہ لکھا ہے۔ مگر صحابیات میں اس کا زکر نہیں لہذا ثابت ہوا کہ یہ عورت مسلمان نہیں تھی۔ بلکہ مشرکہ تھی۔ اورغالبا یہی وجہ تھی کہ جب وہ باغ میں لائی گئی۔ اورحضرت اس کے پاس تشریف لے گئے۔ تواس سے یہ نہیں فرمایا کہ (انحکی ایاک ایاي یا انحکی نفسک ایاي) اپنا نکاح مجھ سے کردے۔ نہ یہ فرمایا کہ زوجی نفسک منی یعنی اپنی تزویج مجھ سے کردے۔ بلکہ وہ لفظ فرمایا جوناجائز طریقے پر مطلب حاصل کرنے کے لئے مشرکہ عورتوں سے کہا جاتا ہے۔ کہ ہبی نفسک لی یعنی تو اپنا نفس مجھے بخش دے۔ حالانکہ مشرکہ عورتوں سے تونکاح کرنے تک سے خدانے منع فرمایا ہے۔ چہ جائکہ اس سے مطلب پورا کرنا۔ چنانچہ سورہ بقرہ رکوع 11 میں فرماتا ہے۔ وَلا تَنكِحُوا المُشرِكٰتِ حَتّىٰ يُؤمِنَّ ۚ ﴿٢٢١﴾ سورة البقرة

''اے رسول! تم اور کل مسلمان مشرکہ عورتوں سے نکاح تک نہ کرنا۔'' لیکن حضرات اہل سنت کی نہایت صحیح دینی کتاب صحیح بخاری کہتی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے مشرکہ عورت سے بغیر نکاح ہی کے مطلب برآری کی کوشش کی۔ شاید اس بارے میں کہا گیا ہے۔ چو کفر از کعبہ برخیز و کجا ماند مسلمانی

(((راقم ع۔ح صدرالافاضل۔ نقل رسالہ اصلاح از ص 32 تا یت ص 36 نمبر 1 جلد 28))) رقیمہ نیاز فقیر ابو نعیم عبد الرحیم متعلم جامعہ ٹھل حسن خان ڈاک خانہ کوٹ سمابہ ریاست بہاول پور)

اہل حدیث

سائل ھذانے جس سوال نمبر 2 کو آج شیعہ رسالہ سے نقل کر کے بڑی تڑپ سے جواب طلب کیا ہے۔ اس کا جواب اہل حدیث مورخہ 3 نومبر 1922ء میں ہم نے دیا ہوا ہے۔ آج بھی حسب منشاء سائل دیگر جدید خریداروں کے لئے مختصر طور پر ہم بتاتے ہیں۔

جواب۔ نمبر 1۔ قرآن شریف کی شہادت ہے کہ بعض بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو کچھ ایسا الزام یا عیب لگایا جس سے ان کو تکلیف ہوئی۔ اور خدانے ان کو اس الزام سے پاک کیا غور سے پڑھیے۔ ۔ يٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا لا تَكونوا كَالَّذينَ ءاذَوا موسىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمّا قالوا ۚ وَكانَ عِندَ اللَّهِ وَجيهًا ﴿٦٩﴾

ترجمہ۔ یعنی مسلمانو۔ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنھوں نے حضرت موسیٰ کو تکلیف دی۔ پھر خدانے اس کو اس الزام سے پاک کیا۔ (پ22 ع6)

بتایئے دشمن تہمت لگائے۔ اورخدا اس تہمت کو دور کرے تو یہ کوئی نقص ہے۔ یا تعریف یہ ہے قرآنی فیصلہ اور فرقانی اصل الاصول۔

اب سنئے۔! اس طرح کسی بے ایمان منافق نے کہہ دیا کے رسول اللہ ﷺ نے چادر غبن کرلی ہے۔ خدا نے باالفاظ خود اس الزام کو دفع کیا تو رسول اللہ ﷺ کی کمال عصمت ثابت ہوئی یا نقصان؟ کیا یہ سچ ہے۔

گل است سعدی ودر چشم دشمناں خاراست

جواب نمبر 2۔ اصل باعث فساد راقم مضمون کا وہ عناد ہے۔ جو سارے آئمہ امام خصوصا امام بخاریؒ سے ان کو ہے۔ ورنہ دیانت اور صداقت سے کام لیتے تو جو روایت معترض نے امام بخاری کی نقل کی ہے۔ اس میں اس اعتراض کا جواب موجود ہے۔

تزوج النبى صلى اله عليه وسلم اميمة بنت شراحيل فلما ادخلت عليه بسطيده اليها فكانها كرهت فامر ابا اسيد ان يجهزها و يكسوها ثوبين وافقين (صحیح بخاري ص 790)

اس روایت کے شروع میں صاف لفظوں میں زکر ہے۔ کہ آپ ﷺ اس عورت سے نکاح کرچکے تھے۔ جب آپ ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے آپ ﷺ کو دیکھا نہ تھا۔ اس لئے پہچانا نہیں اس عدم پہچان میں اس نے کراہت کی حالت میں آپ ﷺ کو کہہ دیا اعوذ باللہ منک جیسے حضرت مریمؑ نے جبریئلؑ کو مرد کی صورت میں دیکھ کر کہا "إِنّى أَعوذُ

بِالرَّحمٰنِ مِنکَ ۱۸ (مریم) "آپ ﷺ نے اس کراہت کا جواب ترک سے دیا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے سمجھا کہ جبراً اس عورت کو رکھنا اچھا نہیں حکم دیا کہ اس کو جوڑا کپڑوں کا دے کر عزت کے ساتھ رخصت کرو۔ ہم نے جو کہا کہ اس عورت نے عدم معرفت میں ایسا کیا اس کا ثبوت ہمارے پاس یہ ہے کہ "قالو لہا اتدرین من ہذا قالت لا قالوا ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "

لوگوں نے اس عورت کو کہا تو جانتی ہے یہ کون ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نہیں جانتی لوگوں نے کہا یہ رسول للہ ﷺ ہیں۔ الخ پس اس قصے کی ساری روایات سامنے رکھ کر غور کریں۔ تو آپ ﷺ اس نیت سے جونیہ کے پاس گئے تھے۔ جس نیت سے خاوند بیوی کے پاس جاتا ہے۔ جو کسی مذہب میں ناجائز نہیں پس ایسے رفاض معترضین کو کہہ دو۔ ع (4 زی الحجہ 51ھ سمہ) این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد01 ص 287-292

محدث فتویٰ